الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظيم المدارس (اهل السنة) باكستان

سالانہ امتحان الشهادة العالمية (ایم اے عربی و اسلامیات- سال دوم) برائے طلباء

المواقف سنة 1444ھ 2024ء

الوقت المحدد ثلاث ساعات | الورقة الاولیٰ: لصحيح البخاری | مجموع الارقام ۱۰۰

الملاحظة: اجب عن ثلثة اسئلة فقط .

السوال الاول:۔ قال جابر بن عبد الله كان معاذ بن جبل يصلى مع النبی صلی الله عليه وسلم ثم يرجع فيؤم قومه فصلى العشاء فقرأ بالبقرة فانصرف الرجل فكان معاذ ينال منه فبلغ النبی صلی الله عليه وسلم فقال فتان فتان فتان ثلث مرار و امره بسورتين من اوسط المفصل .

(الف) ترجم الى الاردية واذكر التحقيق الصرفی للكلمات المخطوط عليها؟

(ب) فی هٰذا الحديث دلالة على جواز اقتداء المفترض بالمتنفل و ضح موقفك بالدليل و الجواب عنه؟

(ج) و ما هی اوساط المفصل و قصار المفصل و طوال المفصل؟

السوال الثانی:۔ قال حدثنا سالم عن ابيه و ربما ذكرت قول الشاعر .

و انا انظر الى وجه النبی ﷺ يستسقى
فما ينزل حتى يجيش كل ميزاب
و ابيض يستسقى الغمام بوجهه
ثمال اليتامى عصمة للارامل

(الف) ترجم الى الاردية مع تشريح الشعر؟

(ب) هل صلوة الاستسقاء بالجماعة مسنونة بين اختلاف الفقهاء و رجح القول المختار؟

(ج) اكتب بيانا شافيا عن جواز التوسل بالصالحين بعد وصالهم مع بيان معنى التوسل؟

السوال الثالث:۔ يقول عدی بن حاتم كنت عند النبی صلی الله عليه وسلم فجاء

رجلان احدھما یشکو العیلة و الاخر یشکو قطع السبیل فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اما قطع السبیل فانه لا یاتی علیك الاقلیل حتی تخرج العیر الی مکة بغیر خفیر .

(الف) شکل العبارة مع بیان معنی العیروا لخفیر؟

(ب) ما ذا قال النبی صلی الله علیه وسلم عن العیلة؟

(ج) متی و این ر جبت الزکوة؟ وما نصابها من الذھب و الفضة والابل و البقر و المعز و ما حکم المعدنیات؟

السوال الرابع:۔(الف) اکتب اطروحة عن مقام البخاری فی علم الحدیث درایة وروایة باللغة العربیة؟

(ب) اکتب سنة ولادة البخاری و وفاته مع بیان مذھبه الفقھی بالتفصیل باللغة العربیة؟



درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء 2024ء

الورقة الاولی: لصحیح البخاری

السوال الاوّل:۔

قال جابر بن عبد الله کان معاذ بن جبل یصلی مع النبی صلی الله علیه وسلم ثم یرجع فیؤم قومه فصلی العشاء فقرأ بالبقرة فانصرف الرجل فکان معاذ ینال منه فبلغ النبی صلی الله علیه وسلم فقال فتان فتان ثلث مرار و امر ہ بسورتین من اوسط المفصل .

(الف) ترجم الی الاردیة واذکر التحقیق الصرفی اللکلمات المخطوط علیھا؟

(ب) فی ھذا الحدیث دلالة علی جواز اقتداء المفترض بالمتنفل و ضح موقفك بالدلیل و الجواب عنه؟

(ج) و ما ھی اوساط المفصل و قصار المفصل و طوال المفصل؟

جوابات: (الف) اُردو ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے پھر جا کر اپنی قوم کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ پس

انہوں نے عشاء کی نماز پڑھائی پس اس میں سورہ بقرہ پڑھی' پس ایک شخص چلا گیا (نماز چھوڑ کر)۔ پس حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اسے برا کہا۔ پس اس بات کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی۔ تو آپ نے تین بار فرمایا: تم بہت فتنہ ڈالتے ہو۔ اور انہیں حکم دیا کہ اوساطِ مفصل کی دو سورتیں پڑھو۔

صرفی تحقیق:

فَیؤم: واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم ثلاثی مجرد مہموز الفاء مضاعف ثلاثی باب نَصَرَ یَنْصُرُ

یَنَالُ: واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم اجوف یائی از باب فَتَحَ یَفْتَحُ

فَتَّانٌ: صیغہ اسم فاعل برائے مبالغہ۔

(ب) نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے کا جواز: اس حدیث مبارکہ میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی نماز درست ہے' کیونکہ حضرت معاذ پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں فرض نماز پڑھا کرتے اور بعد میں جب اپنی قوم کو جو امامت کرواتے اس میں نفل کی نیت کرتے تھے۔ ہمارے اکثر اصحاب' زہری' امام مالک اور فقہاء احناف کا کہنا ہے کہ نفل پڑھنے والے کی اقتداء میں فرض پڑھنا جائز نہیں' کیونکہ حدیث مبارکہ میں ہے: "امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے"۔ اس لیے کہ مقتدی کی نماز امام کی نیت سے ادا کی جاتی ہے۔

حدیث مبارکہ کا جواب: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث مبارکہ میں یہ تصریح نہیں ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں فرض نماز پڑھتے تھے اور پھر جا کر اپنی قوم کے لوگوں کو عشاء کی نماز میں نفل پڑھاتے تھے' حالانکہ حدیث مبارکہ سے نفل پڑھنے والے کی اقتداء میں فرض نماز کا جواز ثابت ہے۔

اس پر اعتراض یہ ہے کہ ایک سند سے حدیث مروی ہے کہ وہ نفل نماز پڑھاتے تھے۔ ابن جریج اور ابن دینار نے بیان کیا ہے کہ مجھے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ حضرت معاذ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے اور پھر اپنی قوم کو جا کر پڑھاتے۔ یہ حضرت معاذ کی نفل نماز ہوتی اور ان کی قوم کی فرض۔ (سنن دار قطنی)

تو اس کا جواب یوں ہے کہ ابن عیینہ نے بھی اس حدیث کو عمرو بن دینار سے روایت کیا ہے جیسا ابن جریج نے ابن عیینہ کی روایت بہ نسبت ابن جریج کے زیادہ تام اور حسن ہے۔ اس میں یہ اضافہ نہیں ہے کہ حضرت معاذ کی وہ نفل نماز تھی اور ان کی قوم کی فرض نماز' ہو سکتا ہے کہ یہ اضافہ ابن جریج یا عمرو بن دینار یا حضرت جابر کا قول ہو۔ لہٰذا یہ تینوں میں سے جس کا بھی قول ہو اس میں یہ دلیل نہیں ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کو جو نماز پڑھاتے تھے کہ وہ نفل نماز ہوتی تھی۔ اگر یہ ثابت ہو بھی جائے کہ وہ اپنی قوم کو نفل نماز پڑھاتے تھے تو یہ ثابت نہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے انہیں نفل پڑھاتے تھے اور نہ ہی یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ کو ان کے نفل پڑھانے کی اطلاع دی گئی اور آپ نے ان کو اس عمل پر برقرار

رکھا۔ (شرح معانی الآثار ج اص ۲۷-۲۲۵ قدیمی کتب خانہ کراچی)

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

امام طحاوی کا کہنا ہے کہ یہ اضافہ زیادہ مستند روایات میں نہیں ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے عشاء کی نماز نفل تھی اور ان کی قوم کے لیے فرض تھی۔ ابوالبرکات ابن تیمیہ کا کہنا ہے کہ امام محمد نے اس اضافہ کو ضعیف قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ محفوظ نہیں ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس اضافہ کے صحیح نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اسے سفیان بن عیینہ امام مسلم اور امام بخاری رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو بغیر اضافہ کے روایت کیا ہے۔

(ج) اصطلاحات کی وضاحت:

☆ اوساط مفصل: اوساط مفصل سے مراد سورۃ التکویر سے لے کر سورۃ الضحیٰ تک کی سورتیں ہیں۔

☆ قصار مفصل: قصار مفصل سے مراد سورۃ الضحیٰ سے لے کر آخر قرآن تک سورتیں ہیں۔

☆ طوال مفصل: طوال مفصل سے مراد سورۃ الحجرات سے سورۃ البروج تک سورتیں ہیں۔

السوال الثانی:-

قال حدثنا سالم عن ابيه و ربما ذكرت قول الشاعر .

و انا انظر الى وجه النبى ﷺ يستسقى

فما ينزل حتى يجيش كل ميزاب

و ابيض يستسقى الغمام بوجهه

ثمال اليتامى عصمة للارامل

(الف) ترجم الى الاردية مع تشريح الشعر؟

(ب) هل صلوة الاستسقاء بالجماعة مسنونة بين اختلاف الفقهاء و رجح القول المختار؟

(ج) اكتب بيانا شافيا عن جواز التوسل بالصالحين بعد وصالهم مع بيان معنى التوسل؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الاشعار: ہمیں حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی ہے انہوں نے کہا، مجھے بسا اوقات شاعر کا یہ قول یاد آتا ہے:

☆ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی طرف دیکھتا آپ بارش طلب کرتے اور ابھی منبر سے نہ اترنے تھے کہ ہر پرنالہ زور و شور سے بہہ رہا ہوتا تھا (وہ شعر یہ تھا) وہ سفید رنگت والی

شخصیت جن کے ذریعے بادل سے بارش طلب کی جاتی ہے جو یتیموں کا سہارا اور بیواؤں کے سرپرست ہیں۔

تشریح الشعر: اس شعر میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ایک بار مکہ میں بارش نہ ہونے کے سبب قحط سالی ہوگئی تو حضرت عبد المطلب نے قریش کے لیے بارش کی دعا کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ تھے۔ آپ ابھی کم سن ہی تھے' اس شعر میں ابو طالب نے آپ کی مدح کی ہے' کیونکہ ان کے خیال میں آپ کی شان ایسی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو دیکھ کر بارش طلب کی جاتی حالانکہ انہوں نے ایسا ہوتے نہیں دیکھا تھا۔

ابو طالب کا یہ شعر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو آپ کے اعلان نبوت سے پہلے ہی پہچان گئے تھے' جب سفر شام کے دوران بحیرہ راہب نے آپ کے متعلق پیش گوئی کی تھی۔

یہ واقعہ مدینہ منورہ میں بھی پیش آیا کہ جب مدینہ منورہ میں قحط/خشک سالی ہوگئی تو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش نہ ہونے کی شکایت کی۔ آپ نے عیدگاہ میں منبر رکھنے کا حکم دیا اور لوگوں سے فرمایا: فلاں دن عیدگاہ میں آجائیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت گھر سے نکلے جب سورج کا کنارہ ظاہر ہوگیا تھا' آپ منبر پر بیٹھ گئے۔ پھر اللہ کی حمد وثناء کرنے کے بعد لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگوں نے بارش نہ ہونے اور قحط سالی کی شکایت کی جبکہ اللہ تعالیٰ تمہیں دعا کرنے کا حکم دے رہا ہے اور تم سے وعدہ کیا ہے کہ تمہاری دعا قبول ہوگی۔ پھر آپ نے تلاوت کی پھر اللہ کی حمد وثناء بیان کی' پھر آپ نے اپنے ہاتھوں کو دعا کے لیے اتنا بلند کیا کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور منبر سے اتر کر دو رکعت نماز پڑھائی۔ اللہ کے حکم سے ایک بادل کا ٹکڑا آیا' پہلے وہ کڑکا' پھر چمکا اور پھر بارش شروع ہوگئی۔ آپ ابھی مسجد میں پہنچے تھے کہ تمام ندی نالے بہنا شروع ہو گئے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جلدی میں دیکھا تو مسکرانے لگے حتیٰ کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔

(ب) نماز استسقاء کے باجماعت مسنون ہونے میں اختلاف آئمہ: نماز استسقاء باجماعت مسنون ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام ابو حنیفہ کا موقف: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز استسقاء باجماعت مسنون نہیں ہے' کیونکہ دعا اور استغفار کو استسقاء کہتے ہیں اگر لوگ تنہا بھی نماز پڑھ لیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

دلیل: آپ کی دلیل یہ قرآنی آیت ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

استغفروا ربکم الخ۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح اعلان فرما دیا ہے کہ استسقاء کے لیے نماز کی ضرورت نہیں بلکہ دعاء استسقاء ہی کافی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی استسقاء کے

لیے دعا واستغفار ہی منقول ہے جو نماز نہیں۔

آئمہ ثلاثہ اور صاحبین کا مؤقف: آئمہ ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک نماز استسقاء با جماعت سنت ہے اور جمہور علماء کا بھی یہی قول ہے۔

دلیل: ان کی دلیل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ یہ حدیث مبارکہ ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی فیہ رکعتین کصلاۃ العید

راجح قول: ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کی بیان کردہ دلیل میں نماز استسقاء ثابت ہے اور امام ابوحنیفہ کی بیان کردہ روایت میں ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا استسقاء میں نماز کا پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں مذکور ہیں۔ اس لیے یہ نماز باجماعت مسنون نہ ہوگی کیونکہ نماز استسقاء کے باجماعت مسنون ہونے کے لیے جانب فعل کا جانب ترک سے زیادہ مؤکد اور راجح ہونا ضروری ہے اس لیے جمہور علماء کا قول راجح ہے۔

(ج) توسل بالصالحین کا جواز: صالحین سے ان کی وفات کے بعد توسل جائز ہے اور اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اللہ کی محبوب ہستیوں سے توسل جائز ہے خواہ وہ دنیاوی زندگی میں ہوں یا برزخی زندگی کی طرف منتقل ہو چکے ہوں کیونکہ یہ لوگ ہر وقت بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہیں اور جو ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ بھی حصول مقصد کے سلسلے میں اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے چند دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا فرمائی: ''اے اللہ! میری ماں فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما اور ان کی قبر کو ان کے لیے اپنے نبی اور مجھ سے پہلے انبیاء کے حق کے صدقے (توسل) سے وسیع فرما''۔

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام کا آپ کی ذات اقدس کو وسیلہ بنانا ثابت ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے تو حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! اپنی امت کے لیے بارش کی دعا فرمائیں کیونکہ لوگ ہلاکت کے دہانے پر پہنچ چکے ہیں۔ خواب میں انہیں رسول اللہ کی زیارت ہوئی تو آپ نے فرمایا: جاؤ! عمر بن خطاب کے پاس جا کر سلام کہو اور انہیں بتاؤ کہ انہیں بارش سے سیراب کر دیا جائے گا۔

(رواہ امام بیہقی وابن ابی شیبہ)

۳۔ امام شافعی حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے توسل کرتے ان کی قبر پر حاضر ہو کر زیارت کرتے پھر اپنی حاجت روائی کے لیے اللہ کی بارگاہ میں انہیں وسیلہ بناتے۔ (تاریخ بغداد ج ۱)

۴۔ مروان اپنے زمانہ تسلط میں مسجد نبوی میں آیا اور ایک شخص کو دیکھا جو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہے مروان نے اسے گردن سے پکڑ کر کہا جانتے ہو کیا کر رہے ہو؟ اس پر اس شخص نے جواب دیا: ہاں! میں کسی اینٹ پتھر کے پاس نہیں آیا میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوں۔ (مسند احمد ج ۳۸)

توسل کا معنی: توسل کا مطلب ہے اللہ کے محبوب بندوں کے ذکر سے برکت حاصل کرنا۔

السوال الثالث:۔

يَقُوْلُ عَدِيُّ بْنِ حَاتِمٍ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا يَشْكُوْ الْعَيْلَةَ وَالْاٰخَرُ يَشْكُوْا قَطْعَ السَّبِيْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا قَطْعُ السَّبِيْلِ فَاِنَّهُ لَا يَاْتِيْ عَلَيْكَ اِلَّا قَلِيْلٌ حَتّٰى تَخْرُجَ الْعِيْرُ اِلٰى مَكَّةَ بِغَيْرِ خَفِيْرٍ .

(الف)شكل العبارة مع بيان معنى العير والخفير؟

(ب)ماذا قال النبى صلى الله عليه وسلم عن العيلة؟

(ج) متى و اين و جبت الزكوة؟ وما نصا بها من الذهب و الفضة والابل و البقر و المعز و ما حكم المعدنيات؟

جوابات: (الف) شکل العبارۃ: اعراب اوپر سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

العیر کا معنی: العیر کا معنی ہے "تجارتی قافلہ" کیونکہ پہلے زمانہ میں یہ اونٹوں اور بیلوں پر مشتمل ہوتا تھا اور جدید دور میں یہ ٹرکوں کنٹینرز پر اور بحری جہازوں کے ذریعے تجارتی مال ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاتا ہے۔

الخفیر کا معنی: الخفیر کا معنی ہے "محافظ دستے" یعنی محافظوں کو ڈاکوؤں سے بچانے کے لیے جو نگران دستے ہوتے ہیں اور آج کل کنٹینرز وغیرہ کے ساتھ پولیس کے دستے ہوتے ہیں۔

(ب) عیلہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: علیہ کا معنی ہے "کسی شخص کا تنگ دست اور محتاج ہونا۔ اس کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "اور وہی تنگدستی قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم میں سے ایک شخص اپنا صدقہ لے کر گھومتا رہے گا اور اسے صدقہ قبول کرنے والا نہ ملے گا۔

(ج) وجوب الزکوٰۃ: زکوٰۃ کی فرضیت روزوں کی فرضیت سے پہلے ۲ ہجری ماہ شوال میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

نصاب الذہب: سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے ہے۔

نصاب الفضۃ: چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ ہے۔

نصاب الابل: پانچ سے کم اونٹوں پر زکوٰۃ نہیں لیکن جب پانچ ہو جائیں اور گزر جائے ان پر ایک سال تو ان میں ایک بکری ہے نو تک، پھر جب دس ہو جائیں تو دو بکریاں چودہ تک، پھر جب پندرہ ہو جائیں تو تین بکریاں انیس تک، پھر جب بیس ہو جائیں تو ان پر چار بکریاں چوبیس تک، پھر جب پچیس ہو جائیں تو ایک بنت مخاض پینتیس تک، پھر جب چھتیس ہو جائیں تو ایک بنت لبون پینتالیس تک، پھر جب چھیالیس ہو جائیں تو ایک حقہ ساٹھ تک، پھر جب اکسٹھ ہو جائیں تو پھر ایک جذعہ پچھتر تک، جب چھہتر ہو جائیں تو پھر دو بنت لبون نوے تک، پھر جب اکیانوے ہو جائیں تو پھر دو حقے ایک سو بیس تک زکوٰۃ ہوگی۔ پھر نئے سرے سے فرض ہوگی۔

نصاب البقر: تیس سے کم پر زکوٰۃ نہ ہوگی۔ اگر تیس ہو جائیں اور ان پر ایک سال گزر جائے تو ان پر ایک بچھڑا یا بچھڑی انتالیس تک، چالیس پر دو سال کا بچھڑا یا بچھڑی ساٹھ تک۔

نصاب المعز: بھیڑ یا بکریوں پر زکوٰۃ اس وقت تک نہ ہوگی جب وہ چالیس ہوں۔ پھر جب چالیس ہو جائیں اور ان پر ایک سال بھی گزر گیا ہو تو ایک بکری ایک سو بیس تک اور اگر ایک بڑھ جائے تو دو بکریاں دو سو تک اگر ایک اور بڑھ جائے تو تین بکریاں تین سو ننانوے تک، اور اگر چار سو تک ہوں تو چار بکریاں پھر ہر سو میں ایک بکری زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اس نصاب میں بھیڑ یا بکریوں کا حکم برابر ہے۔

حکم المعدنیات: معدنیات میں پانچویں حصے کی ادائیگی لازم ہوگی۔

السوال الرابع:۔

(الف) اکتب اطروحة عن مقام البخاری فی علم الحدیث درایة وروایة باللغة العربية؟

(ب) اکتب سنة ولادة البخاری و وفاته مع بیان مذهبه الفقهی بالتفصیل باللغة العربية؟

جوابات: (الف) مقام البخاری رحمه الله تعالیٰ:

سماه مؤلفه رحمه الله تعالیٰ "الجامع المسند الصحيح المختصر من امور رسول الله صلی الله علیه وسلم و سننه و ایامه و اما محله فهو اول مصنف صنف فی الصحيح المجرد و اتفق العلماء علی ان اصح الکتاب المصنفة

صحیحا البخاری و المسلم ' واتفق الجمهور علی ان الصحیح البخاری اصحهما صحیحا و اکثرهما فائدة قال الحافظ ابو علی النیسابوری و بعض العلماء المغرب صحیح مسلم اصح و انکر العلماء ذالک علیهم و الصواب ترجیح صحیح البخاری و قال النسائی اجود هذا الکتب کتاب البخاری و اجمعت الامة علی صحة هذین الکتابین و وجوب العمل باحادیثها و اما سبب تصنیفه و کیفیة تالیفه فقال البخاری رحمه الله تعالٰی کنت عند اسحق بن مراهویة فقال لنا بعض اصحابنا لوجمعتم کتابًا مختصرا فی الصحیح ' لسنن رسول الله صلی الله علیه وسلم فوقع ذالک فی قلبی واخذت فی هذاالکتاب وروی من جهات عن البخاری قال صنفت کتاب الصحیح لست عشر سنة خرجنه من سته مائة الف حدیث وجعلته حجة بینی و بین امتیه وقال رایت النبی صلی الله علیه وسلم فی المنام و کانی واقف بین یدیه و بیدی مخروحة اذب عنه فسالت بعض المعبرین فقال انت تذب عنه الکذب فهو الذی حملنی علی اخراج البخاری ۔

(ب) تاریخ المیلاد للبخاری:

البخاری هو الامام الدنیا فی الحدیث شیخ الاسلام محمد بن اسماعیل البخاری و کان البخاری نحیف الجسم لیس بالطویل ولا بالقصر و کان ذا هدا فی الدنیا و متورعًا و اتفقو علی ان البخاری ولد بعد صلوٰة الجمعة لثلث عشر خلت من شوال سنة اربع و تسعین و مائة و انه تو فی لیلة السبت عند صلوة العشاء لیلة عید الفطر و دفن یوم الفطر بعد الظهر سنة ست و خمسین و مائتین ولد اثنان و ستون سنة الاثلثة عشر یوم ۔ و دفن بخرتنک قریة علی فرسخین من سمر قند و لم یعقب ولذا ذکرا ۔ و لما صلی علیه و وضع فی ضریحه فاح من تراب قبره رائحة طیبة کا المسك و جعل الناس یختلفون الی قبره ماة یا خلون من تراب قبره و تیعجبون ذالك ۔

ملعبه:

الامام البخاری من شیوخ الشوافع یعنی یتعلق الامام البخاری بالمذهب الشافعی ۔



الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان الشهادة العالمیہ (ایم۔اے عربی واسلامیات۔سال دوم) برائے طلباء

الموافق سنة 1444ھ 2024ء

لوقت المحدد	الورقة الثانية:	مجموع الارقام
ثلاث ساعات	لصحيح مسلم	۱۰۰

الملاحظة: اجب عن ثلاثة اسئلة فقط .

السوال الاول:۔ عن ابن مسعود رضی الله عنه قال بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى عند البيت فابو جهل و اصحابٌ له جلوس و قد نحرت جزور بالامس فقال ابو جهل ايكم يقوم الى سلا جزور بنى فلان فيا خذه فيضعه فى كتفى محمد صلى الله عليه وسلم اذا سجد فانبعث اشقى القوم فاخذه فلما سجد النبى صلى الله عليه وسلم و ضعه بين كتفيه قال فاستضحكوا و جعل بعضهم يميل على بعض و انا قائم انظر لو كانت لى منعة طرحته عن ظهر رسول الله صلى الله عليه وسلم و النبى صلى الله عليه وسلم ساجد ما يرفع راسه . الخ

(الف) شكل الحديث الشريف و ترجمه الى الاردية؟

(ب) كيف استمر النبى صلى الله عليه وسلم فى الصلاة مع وجود النجاسة علىٰ ظهره؟ اجب عنه جوابا مفصلًا .

(ج) ما المراد باشقى القوم؟ اكتب اسمه .

السوال الثانى:۔ عن عائشة رضى الله عنها قالت دخلت هند بنت عتبة امراة ابى سفيان على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ابا سفيان رجل شحيح لا يعطينى من النفقة ما يكفينى و يكفى بنى الا ما اخذت من ماله بغيره علمه فهل علىّ فى ذٰلك من جناب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم خذى من ماله بالمعروف ما يكفيك ويكفى بنيك .

(الف) شكل الحديث الشريف . ترجمه الى الاردية؟

(ب) هل يجوز القضاء على الغائب؟ ان كان جوابك بالنفى فما توجيهك عن هٰذا الحديث؟

(ج) بين اختلاف الفقهاء فى المسئلة المذكورة؟

السوال الثالث :۔ عن جابر بن عبد الله رضی الله عنه قال مرضت فاتانی رسول الله صلی الله علیه وسلم و ابو بکر یعود الی ماشیان فاغمی علی فتوضا رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم صب علی من وضوء ه فافقت قلت یا رسول الله کیف اقضی فی مالی فلم یرد علی شیئا حتی نزلت ایة المیراث یستفتونك قل الله یفتیکم فی الکلالة و فی روایة اخری قال فافقت فقلت کیف اصنع فی ما لی یا رسول الله فنزلت یوصیکم الله فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین .

(الف)ترجم الحدیث الشریف الی اللغة الاردیة؟

(ب)اکتب معنی الکلالة و ایضا بین التوفیق بین هذین الحدیثین المذکورین؟

(ج)هل یجوز التبرك باثار الصالحین ام لا؟ بین موقفك بالدلیل .

السوال الرابع:۔ عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا تبایع المتبایعان بالبیع فکل واحد منهما بالخیار من بیعه ما لم یتفرقا اویکون بیعهما عن خیار فاذا کان بیعهما عن خیار فقد وجب زاد ابن ابیٰ عمر فی روایته قال نافع فکان اذا بایع رجلا فار اد ان لا یقیله قام فمشی هنیئة ثم رجع الیه .

(الف)ترجم الحدیث الشریف الی اللغة الاردیة؟

(ب) هل یثبت البیع بالایجاب و القبول او یبقی بعد ذالك خیار المجلس؟ اکتب اختلاف الفقهاء مع دلائلهم فی هذه المسئلة؟

(ج) این ولد حکیم بن حزام و ما عمره؟ اکتب باللغة العربیة .



درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء 2024ء

الورقة الثانیة: لصحیح مسلم

السوال الاوّل:۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ عِنْدَ الْبَیْتِ وَاَبُوْجَهْلٍ وَاَصْحَابٌ لَهٗ جُلُوْسٌ وَقَدْ نُحِرَتْ جَزُوْرٌ بِالْاَمْسِ فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ اَیُّکُمْ یَقُوْمُ اِلٰی سَلَا جَزُوْرِ بَنِیْ فُلَانٍ فَیَاْخُذُهٗ فَیَضَعُهٗ فِیْ کَتِفَیْ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ فَانْبَعَثَ اَشْقَی الْقَوْمِ فَاَخَذَهٗ فَلَمَّا سَجَدَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ قَالَ فَاسْتَضْحَكُوْا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَمِيْلُ عَلٰى بَعْضٍ وَ اَنَا قَائِمٌ اَنْظُرُ لَوْ كَانَتْ لِيْ مَنَعَةٌ طَرَحْتُهُ عَنْ ظَهْرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ. الخ

(الف) شكل الحديث الشريف، و ترجمه الى الاردية؟

(ب) كيف استمر النبى صلى الله عليه وسلم فى الصلاة مع وجود النجاسه على ظهره؟ اجب عنه جوابا مفصلاً؟

(ج) ما المراد باشقى القوم؟ اكتب اسمه؟

جوابات: (الف) شکل الحدیث: سوالیہ حصہ میں اعراب لگادیئے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے پاس نماز ادا کر رہے تھے ابوجہل اور اس کے ساتھی بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک دن پہلے ایک اونٹنی ذبح ہوئی تھی ابوجہل نے کہا: تم میں سے کون اٹھے گا بنی فلاں کے محلے سے اونٹنی کی اوجھڑی لانے کے لیے؟ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں جائیں تو ان کے کندھے پر رکھ دے گا؟ قوم کا سب سے بدبخت شخص اٹھا اور اسے لے کر آیا۔ پس جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے تو اسے آپ کے کندھوں کے درمیان رکھ دیا۔ پھر وہ آپس میں خوب ہنسنے لگے اور ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ میں کھڑا دیکھ رہا تھا۔ کاش! مجھے کچھ بھی تحفظ حاصل ہوتا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت سے اٹھا کر پھینک دیتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں تھے اپنا سر مبارک نہیں اٹھا رہے تھے...... الخ

(ب) پشت پر گندگی کے باوجود آپ کا نماز جاری رکھنا: اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کی حالت میں تھے اور آپ کو معلوم نہ تھا کہ آپ کی پشت پر کیا ڈالا گیا ہے۔ اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز کو جاری رکھا۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر دوران نماز ایسی چیز جسم یا کپڑے کو لگ جائے تو نماز مکمل کی جائے گی لیکن اگر نماز سے پہلے ہو تو اسے دور کرنا واجب ہوگا۔

(ج) "اشقی القوم کا معنیٰ": اشقی القوم سے مراد قوم کا سب سے بُرا/ بدبخت شخص ہے۔ اس کا نام "عقبہ بن ابی معیط" تھا اور امام ابواسحٰق کے نزدیک اس کا نام "ولید بن عتبہ" تھا۔

السوال الثانی:-

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ امْرَاَةُ اَبِيْ سُفْيَانَ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ

اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ لَا يُعْطِيْنِيْ مِنَ النَّفَقَةِ مَا يَكْفِيْنِيْ وَ يَكْفِيْ بَنِيَّ اِلَّا مَا اَخَذْتُ مِنْ مَالِهٖ بِغَيْرِ عِلْمِهٖ فَهَلْ عَلَيَّ فِيْ ذٰلِكَ مِنْ جُنَاحٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذِيْ مِنْ مَالِهٖ بِالْمَعْرُوْفِ مَا يَكْفِيْكِ وَ يَكْفِيْ بَنِيْكِ.

(الف) شکل الحدیث الشریف و ترجمه الی الاردیة؟

(ب) هل یجوز القضاء علی الغائب؟ ان کان جوابك بالنفی فما توجیهك عن هذا الحدیث؟

(ج) بین اختلاف الفقهاء فی المسئلة المذکورة؟

جوابات: (الف) شکل الحدیث: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہند بنت عتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! ابوسفیان ایک کنجوس آدمی ہے وہ مجھے اتنا خرچ/نفقہ نہیں دیتا جو مجھے اور میرے بچوں کے لیے کفایت کرے سوائے اس کے جو مال میں اس کے علم میں لائے بغیر لے لوں' کیا مجھ پر کوئی گناہ ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھے طریقے سے ان کے مال میں سے اتنا لے لیا کرو جتنا تمہیں اور تمہارے بچوں کو کافی ہو۔

(ب) قضاء علی الغائب کا جواز: اس حدیث مبارک میں قضاء علی الغائب پر استدلال کیا ہے یعنی وہ شخص جو شہر میں موجود نہ ہو اس کے خلاف فیصلہ کرنا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ ابوسفیان شہر مکہ سے غائب نہیں تھے بلکہ حاکم مجلس سے غیر حاضر تھے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ان کی غیر موجودگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا۔ اس حدیث مبارک میں قضاء علی الغائب سے مراد شہر سے غائب نہیں بلکہ مجلس حاکم سے غیر حاضر ہونا ہے' تو جو شخص مجلس حاکم سے غائب ہو اس کے متعلق فیصلہ کرنا جائز ہے یعنی عورت شوہر کا مال اس کی غیر موجودگی میں لے سکتی ہے اگرچہ وہ مجلس حاکم سے غائب ہو۔

(ج) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف آئمہ: مذکورہ مسئلہ میں اختلاف آئمہ درج ذیل ہے:

امام ابوحنیفہ کا موقف: آپ کے نزدیک عورت اس وقت تک شوہر کے مال سے خرچ نہیں کر سکتی جب تک حاکم وقت یا سربراہ ملک اس کے لیے اس خرچ کو طے نہ کر دے۔ اگر عورت شوہر کے نام پر غیر موجودگی میں قرض لے تو عورت کے لیے کچھ مقرر نہیں کیا جائے گا۔ امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام ابو ثوری کی بھی یہی رائے ہے۔

آئمہ ثلاثہ کا موقف: آئمہ ثلاثہ کے نزدیک شوہر کی غیر موجودگی میں بھی عورت کا خرچ شوہر پر ثابت ہے اور اس کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے ساقط نہ ہوگا۔

السوال الثالث:۔

عن جابر بن عبد الله رضى الله عنه قال مرضت فاتانى رسول الله صلى الله عليه وسلم و ابو بكر يعود انى ماشيان فاغمى على فتوضا رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم صب على من وضوء ه فافقت قلت يا رسول الله كيف اقضى فى مالى فلم يرد على شيئا حتى نزلت اية الميراث يستفتونك قل الله يفتيكم فى الكلالة و فى رواية اخرى قال فافقت فقلت كيف اصنع فى ما لى يا رسول الله فنزلت يوصيكم الله فى اولاد كم للذكر مثل حظ الانثيين .

(الف)ترجم الحديث الشريف الى اللغة الاردية؟

(ب)اكتب معنى الكلالة و ايضا بين التوفيق بين هذين الحديثين المذكورين؟

(ج) هل يجوز التبرك بآثار الصالحين ام لا؟ بين موقفك بالدليل؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں بیمار ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میری بیمار پرسی کے لیے آئے۔ مجھ پر غشی طاری ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا۔ پھر وضو کا پانی مجھ پر ڈالا تو مجھے افاقہ ہوا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے مال کے بارے میں کیسے فیصلہ کروں؟ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا حتیٰ کہ آیت میراث "يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ"۔

دوسری روایت میں ہے: فرماتے ہیں کہ مجھے افاقہ ہوا میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنے مال کا کیا کروں؟ تو (یہ آیت) نازل ہوئی: "يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ"۔

(ب) کلالہ کا معنی: وہ میت جس کے وارثوں میں نہ اولاد ہو نہ والدین اس کا اطلاق اس قرابت پر بھی کیا جاتا ہے جو والد اور ولد کے علاوہ بہت سے ہوں۔

مذکورہ حدیثوں میں توفیق: ان احادیث مبارکہ میں بظاہر تو تعارض ہے لیکن کلالہ کی وراثت کے احکام میں یہ بات شامل ہے کہ اگر میت کے ورثاء میں باپ اور اولاد نہ ہو اور اس کے بھائی بہن موجود ہوں تو بھائی کو بہن سے دوگنا ملے گا یعنی دو بہنوں کے برابر بھائی کا حصہ ہوگا۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت جابر کی اپنی اولاد یا والدین میں کوئی موجود نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے کلالہ کی وراثت سے متعلق پوچھا تھا۔ مگر چونکہ آپ کے بہن بھائی موجود تھے تو پہلی آیت کلالہ سے متعلق اور دوسری حصہ داروں / ورثاء کے حصول

کے متعلق نازل ہوئی۔

(ج) آثار صالحین سے تبرک کا جواز: آثار صالحین کے تبرک کا حاصل کرنا جائز بلکہ مستحب ہے اس پر علماء اسلام کا اتفاق ہے۔

دلیل: حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس طیالسی جبہ مبارکہ تھا آپ نے اسے نکال کر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہنا کرتے تھے اور ہم اسے بیماروں کے لیے دھوتی ہیں اس کی برکت سے شفاء حاصل کی جاتی ہے۔

السوال الرابع:-

عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا تبايع المتبايعان بالبيع فكل واحد منهما بالخيار من بيعه ما لم يتفرقا اويكون بيعهما عن خيار فاذا كان بيعهما عن خيار فقد وجب زاد ابن ابی عمر فی روايته قال نافع فكان اذا بايع رجلا فار اد ان لا يقيله قام فمشى هنيئة ثم رجع اليه .

(الف) ترجم الحديث الشريف الى اللغة الاردية؟

(ب) هل يثبت البيع بالايجاب و القبول او يبقى بعد ذالك خيار المجلس؟ اكتب اختلاف الفقهاء مع دلائلهم فى هذه المسئلة؟

(ج) اين ولد حكيم بن حزام و ما عمره؟ اكتب باللغة العربية؟

جوابات: (الف) ترجمة الحديث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب دو بیع کرنے والے باہم خرید وفروخت کریں تو ان میں سے ہر ایک کو اپنی بیع کا اختیار ہے جب تک وہ باہم جدا نہ ہوں۔ یا اس کی بیع اختیار سے ہوئی ہو تو یہ لازم ہو گئی۔ حضرت ابن ابی عمر نے اپنی روایت میں اضافہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ نافع نے کہا: جب وہ کسی آدمی سے بیع کرتے اور چاہتے کہ وہ آدمی ان سے بیع کی واپسی کا مطالبہ نہ کرے۔ کھڑے ہو جاتے' تھوڑا سا چلتے اور پھر اس کے پاس واپس آ جاتے۔

(ب) بیع کا ایجاب وقبول سے ثابت ہونا یا خیار مجلس کے بعد باقی رہنا: بیع ایجاب وقبول سے ثابت ہو جاتی ہے یعنی ایک فریق نے کہا میں نے یہ چیز بیچی اور دوسرے نے کہا کہ میں نے خرید لی تو اس سے بیع مکمل ہو جائے گی۔ خریدار کے لیے مبیع میں تصرف جائز ہو جائے گا اور خیار مجلس میں اس بیع کو رد کرنے کا اختیار باقی رہتا ہے اگر وہ جدا نہ ہوئے ہوں۔

اس مسئلہ میں اختلاف فقہاء کا بیان: مذکورہ مسئلہ میں فقہاء کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

امام مالک و امام ابوحنیفہ امام ثوری وغیرہ کا مذہب: ان کے نزدیک تفرق سے مراد تفرق بالاقوال ہے۔ پس جب بائع نے کہا کہ میں نے اس چیز کو اتنے میں بیچا اور مشتری نے کہا: میں نے اس قیمت پر خرید لی یا میں نے اسے قبول کر لیا تو دونوں کی اقوال متفرق ہو گئے۔ اب ان میں سے کسی کو بیع فسخ کرنے کا اختیار نہ رہا۔

امام ابو یوسف کا مذہب: امام ابو یوسف اور دیگر فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ جس تفرق سے اختیار منقطع ہو جاتا ہے وہ ابدان واجسام کا تفرق ہے یعنی بائع نے کہا کہ میں نے یہ چیز اتنے میں بیچ دی تو مشتری اس وقت قبول کر سکتا ہے جب تک بائع یا مشتری مجلس سے جدا نہ ہو جائے۔

امام شافعی اور امام احمد کا مذہب: امام شافعی اور امام احمد بھی امام ابو یوسف کے قول پر ہیں۔

امام اعظم کی دلیل: ہماری دلیل یہ ہے کہ عقد ایجاب و قبول سے مکمل ہو جاتا ہے اور وہ سودا خریدار کی ملکیت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اب دونوں یعنی بائع و مشتری میں سے کسی ایک کے لیے خیار مجلس دوسرے کے حق کو باطل کرنے کو مستلزم ہے جو اس حدیث مبارکہ کے منافی ہے:

لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام

قرآن کی سورۃ النساء کی آیت نمبر ۲۹ کے بھی منافی ہے۔

امام شافعی و احمد کی دلیل: امام شافعی و امام احمد نے اس حدیث مبارکہ سے استدلال کیا ہے۔

و ان تفرقا بعد ان تبا یعالم یترك احدهما البیع فقد وجب البیع۔

(ج) ولادت حکیم بن حزام: **قال مسلم ولد حكيم بن حزام رضی الله عنه فی جوف الكعبة و فی روایة الاخرى ولد فی الكعبة۔**

عمر حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ: **عاش ابن حزام رضی الله عنه مائة و عشرین سنة**

☆ ☆ ☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان الشهادة العالمیة (ایم۔اے عربی و اسلامیات۔سال دوم) برائے طلباء

الموافق سنة 1444ھ 2024ء

الوقت المحدد ثلاث ساعات | الورقة الثالثة: لجامع الترمذی | مجموع الارقام ۱۰۰

الملاحظة: اجب عن ثلثة اسئلة فقط.

السوال الاول: ۔ عن ابی سهل عن مسة الازدية عن ام سلمة رضی الله عنها قالت كانت النفساء تجلس علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم اربعین یوما فكنا نطلی وجوهنا بالورس من الكلف.

(الف) شكل الحدیث و ترجمه الی الاردیة مع ذكر اسم ابی سهل؟

(ب) اذكر اختلاف الفقهاء فی المسئلة المذكوره فی الحدیث؟

السوال الثانی: ۔ عن ابن عباس رضی الله عنهما قال جمع رسول الله صلی الله علیه وسلم بین الظهر و العصر و بین المغرب و العشاء بالمدینة من غیر خوف و لا مطر قال فقيل لا بن عباس رضی الله عنهما ما اراد بذلك قال اراد ان لا تحرج امته.

(الف) ترجم الحدیث الی الاردیة و ایضاً هل یجوز جمع الصلوتین بغیر خوف ولا مطر ام لا؟ عند الحنفیة.

(ب) اذكر المذاهب فی هذه المسئلة مع ذكر الجواب عن الحدیث عند الحنفیة؟

السوال الثالث: ۔ عن ابن عباس رضی الله عنهما قال رد النبی صلی الله علیه وسلم ابنته زینب علی ابی العاص ابن الربیع بعدست سنین بالنكاح الاول و لم یحدث نكاحا هكذا حدیث لیس باسناده باس.

(الف) ترجم الحدیث الی الاردیة بعد تشكیله؟

(ب) فصل اختلاف الفقهاء فی المسئلة المذكورة و رجح مذهب الحنفیة بالدلائل؟

السوال الرابع: ۔ عن ابی ثعلبة الخشنی قال قلت یا رسول الله صلی الله علیه وسلم انا اهل صید فقال اذا ارسلت كلبك و ذكرت اسم الله علیه فامسك علیك فكل قلت و

ان قتل قال و ان قتل .

(الف) کیف یعلم ان الکلب معلم؟ و ایضاً هل هٰذا الحکم مخصوص بالکلب ام شامل الجمیع الحیوانات المعلمة؟

(ب) اذکر مزایا الجامع للامام الترمذی رحمه الله باللغة العربیة؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء 2024ء

الورقة الثالثة: لجامع الترمذی

السوال الاوّل:-

عَنْ اَبِیْ سَهْلٍ عَنْ مُسَّةَ الْاَزْدِیَّةِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ، کَانَتِ النُّفَسَاءُ تَجْلِسُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فَکُنَّا نَطْلِیْ وُجُوْهَنَا بِالْوَرْسِ مِنَ الْکَلَفِ.

(الف) شکل الحدیث و ترجمه الی الاردیة مع ذکر اسم ابی سهل؟

(ب) اذکر اختلاف الفقهاء فی المسئلة المذکوره فی الحدیث؟

جوابات: (الف) شکل الحدیث: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نفاس والی عورتیں چالیس دن تک بیٹھی رہتی تھیں اور ہم اپنے چہروں پر ورس ملا کرتی تھیں جھائیوں کی وجہ سے۔

اسم ابی سہل: اسم ابی سہل: کثیر بن زیاد۔

(ب) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف فقہاء: مذکورہ حدیث مبارکہ میں نفاس کی اقل و اکثر مدت کے بارے میں بتایا گیا کہ نفاس کی اقل مدت کی کوئی حد نہیں ہے' نفاس والی عورت کو چاہیے کہ بچے کی ولادت کے بعد جب بھی خون آنا بند ہو جائے' تو وہ طہارت حاصل کر کے نماز و روزہ کی ادائیگی کرنے لگ جائے لیکن اس کی اکثر مدت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام اعظم کا مؤقف: امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نفاس کی اکثر مدت چالیس دن شمار ہوگی اور اس کے لیے جو خون آئے وہ استحاضہ شمار ہوگا۔

شوافع کا مؤقف: بعض شوافع کے نزدیک نفاس کی اکثر مدت چالیس دن اور بعض کے نزدیک

ساٹھ دن ہے۔

حسن بصری کا مؤقف: امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نفاس کی اکثر مدت پچاس دن ہے۔

عطا بن ابی رباح وشعبی کا مؤقف: ان دونوں کے نزدیک اکثر مدت نفاس ساٹھ دن ہے۔

السوال الثانی:-

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال جمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین الظھر و العصر و بین المغرب و العشاء بالمدینۃ من غیر خوف و لا مطر قال فقیل لا بن عباس رضی اللہ عنہما ما اراد بذلک قال اراد ان لا تحرج امتہ .

(الف) ترجم الحدیث الی الاردیۃ و ایضاً ھل یجوز جمع الصلوتین بغیر خوف و لا مطر ام لا عند الحنفیۃ؟

(ب) اذکر المذاھب فی ھذہ المسئلۃ مع ذکر الجواب عن الحدیث عند الحنفیۃ؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کو مغرب اور عشاء کو بغیر کسی خوف اور بارش کے مدینہ طیبہ میں جمع کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا: اس کا مقصد کیا تھا؟ انہوں نے جواب میں فرمایا: اس کا مقصد امت کے لیے آسانی پیدا کرنا تھا۔

جمع الصلوتین بغیر خوف ولا مطر کا جواز وعدم جواز: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ عرفات مزدلفہ کے علاوہ کسی بھی صورت میں دو نمازوں کو ایک وقت میں پڑھنا جائز نہیں ہے، خواہ سفر، مرض، بارش، آندھی، اندھیرا اور خوف ہی کیوں ہو۔ تو پھر مذکورہ صورت میں کسی طور بھی جائز نہیں۔

(ب) جمع صلوٰتین کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ: جمع کی دو اقسام ہیں:

۱۔ جمع حقیقی: ایک نماز کے وقت میں دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا۔

۲۔ جمع صوری: دو نمازوں کو صرف صورتاً جمع کرنا، وہ اس طرح کہ پہلی نماز کو اس کے آخری وقت میں اور دوسری نماز کو اس کے ابتدائی وقت میں ادا کرنا۔ یعنی دونوں نمازوں کو اپنے اپنے وقت میں ادا کرنا۔

سوال یہ ہے کہ دو نمازوں کو ایک نماز کے وقت میں ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ جمع صوری تو جائز ہے لیکن جمع حقیقی صرف عرفات اور مزدلفہ کے علاوہ درست نہیں ہے۔

(i) آپ نے قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کیا ہے: ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتباً موقوتاً ○ یعنی نماز مومنوں پر اپنے مقررہ اوقات میں فرض ہے۔

(ii) جامع ترمذی میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی نماز کے اوقات معلوم کرنے کے لیے حاضر ہوا۔ آپ نے اسے دو دن اپنے پاس مدینہ میں رکھا اور عملاً اسے اوقات صلوٰۃ کی تعلیم دی۔

۲۔ حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں مطلقاً دو نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے۔ انہوں نے زیر بحث حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنے کی صراحت ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی روایت و دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ روایت جمع حقیقی پر نہیں بلکہ جمع صوری پر محمول ہے۔

السوال الثالث:-

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلٰى اَبِي الْعَاصِ ابْنِ الرَّبِيْعِ بَعْدَ سِتِّ سِنِيْنَ بِالنِّكَاحِ الْاَوَّلِ وَلَمْ يُحْدِثْ نِكَاحًا هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ بِاِسْنَادِهٖ بَأْسٌ.

(الف) ترجم الحديث الى الاردية بعد تشكيله؟

(ب) فصل اختلاف الفقهاء في المسئلة المذكورة و رجح مذهب الحنفية بالدلائل؟

<u>جوابات: (الف) تشکیل حدیث:</u> حدیث مبارکہ کی تشکیل سوالیہ عبارت میں کر دی گئی ہے۔

<u>ترجمۃ الحدیث:</u> حضرت ابن عباس سے مروی ہے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹا دیا اپنی بیٹی حضرت زینب ابوالعاص ابن ربیع کی طرف پہلے نکاح پر چھ سال بعد اور پھر سے نکاح نہیں کیا۔ کوئی اشکال نہیں پائی جاتی اس حدیث کی سند میں۔

<u>(ب) اگر عورت مسلمان ہو جائے اور اس کا شوہر غیر مسلم ہو؟:</u> حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر صلح حدیبیہ سے پہلے ہی اسلام قبول کر چکے تھے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر تجدید نکاح

آپ کو آپ کے شوہر کی طرف واپس لوٹا دیا تھا' کیونکہ اس وقت تک بذریعہ وحی اللہ کی طرف سے کوئی خاص حکم نہ آیا تھا۔ پھر صلح حدیبیہ کے بعد بہت سی عورتیں ہجرت کر کے مدینہ آنے لگیں تو پھر یہ آیت نازل ہوئی "لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ الخ" (ممتحنہ:۱۰)

<u>اس مسئلہ میں اختلاف فقہاء:</u>

☆ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ اگر بیوی مسلمان ہو جائے اور شوہر غیر مسلم ہو تو قاضی اس کے سامنے اسلام پیش کرے گا۔ اگر وہ اسلام قبول کر لے تو وہ عورت اس کے نکاح میں رہے گی اور اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کر دے' تو قاضی ان میں علیحدگی کروا دے گا اور یہ طلاق شمار ہو گی

☆ امام ابو یوسف کا مذہب یہ ہے کہ اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں ہونے والی علیحدگی طلاق شمار نہ ہو گی۔

☆ امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں نکاح ختم ہو جائے گا اور عورت تین حیض کی مدت تک علیحدگی کو مؤخر کیا جائے گا' اگر اس دوران مرد اسلام قبول کر لے تو عورت دوبارہ اس کے نکاح میں آ جائے گی۔

<u>مذہب احناف کو ترجیح:</u> احناف کی طرف سے دلیل یہ ہے کہ ایسی صورت میں نکاح کے جو مقاصد ہیں وہ زائل ہو گئے ہیں۔

اس لیے کسی ایسی وجہ کی ضرورت ہے' جس کی بنیاد پر علیحدگی کی جائے۔ اسلام چونکہ فرمانبرداری کا نام ہے' جو علیحدگی کے لیے سبب بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اس لیے اس کے سامنے اسلام پیش کیا جائے گا تاکہ اسلام قبول کرنے کے نتیجے میں مقاصد حاصل کیے جا سکیں' یا انکار کی صورت میں علیحدگی کو ثابت کیا جا سکے' کیونکہ شوہر انکار کرنے کے نتیجے میں مناسب طریقے سے عورت کو روکنے سے رک گیا ہے۔ جبکہ وہ اس بات کی قدرت رکھتا تھا کہ اسلام قبول کر کے ایسا کر لیتا یعنی عورت کو روک لیتا۔

السوال الرابع:۔

عن ابی ثعلبة الخشنی قال قلت یا رسول الله صلی الله علیه وسلم انا اهل صید فقال اذا ارسلتَ کلبك و ذکرت اسم الله علیه فامسك علیك فكل قلت و ان قتل قال و ان قتل ۔

(الف) کیف یعلم ان الکلب معلم؟ و ایضاً هل هذا الحکم مخصوص بالکلب ام شامل لجمیع الحیوانات المعلمة؟

(ب)اذکر مزایا الجامع للامام الترمذی رحمہ اللہ باللغۃ العربیۃ؟

جوابات: <u>(الف) کلب معلم کو کیسے سکھایا جائے گا؟</u>: کلب معلم کو سکھانے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے اتنا مارا جائے کہ اپنا شکار کیا ہوا جانور کھائے بغیر چھوڑ دے اپنے مالک کے لیے اور کم از کم اس سے تین بار یہ فعل صادر ہو جائے تو پھر وہ کلب معلم (سدھایا ہوا) کہلائے گا۔

حکم حرف کلب کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عام علماء کے نزدیک سکھائے گئے چیر پھاڑ کرنے والے ہر درندے اور پرندے کا ہے جو بھی سیکھنے کے قابل ہو جیسے چیتا، نمر، کلب، باز اور شکرا وغیرہ۔

(ب)مزا یا لجامع للترمذی:

و ھھنا مزایا عدیۃ التی یمیز الجامع للترمذی من غیرہ الاول الامام الترمذی قد بین مذاھب اکثر الفقھاء و المسائل الفقھیۃ و الثانی و بعد روایۃ الحدیث وضح اوصاف الحدیث من الحسن و الصحیح و الغریب وغیرھا و الثالث ثم اشار الی اسانید متعددۃ بقولہ عن فلان و فلان و الرابع وفی آخرہ کتاب العلل و الخامس و بعدہ رسالۃ فی الاحادیث التی تشتمل علی شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم المسماۃ بشمائل الترمذی و لھذا المزا یا لابدمن مطالعۃ ھذا الجامع لکل معلم و متعلم و طالب الحدیث ۔



الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان الشهادة العالمیه (ایم۔اے عربی واسلامیات۔سال دوم) برائے طلباء

الموافق سنة 1444ھ 2024ء

الوقت المحدد ثلاث ساعات | الورقة الرابعة: سنن ابی داؤد' آثار السنن | مجموع الارقام ۱۰۰

الملاحظة: اجب عن السؤالین من کل قسم.

القسم الاول ...... سنن ابی داؤد

السؤال الاول:۔ عن ثعلبة بن زهدم قال کنا مع سعید بن العاص بطبرستان فقام فقال ایکم صلی مع رسول الله صلی الله علیه وسلم صلوة الخوف فقال حذیفة انا فصلی بهؤلاء رکعة و هؤلاء رکعة ولم یقضوا بهم۔

(الف) بین کیفیة صلوة الخوف و ایضاً بین فی هذه المسئلة مذهب الحنفیة و الشوافع رحمهم الله مع الادلة؟

(ب) استدل قوم من هٰذا الحدیث ان صلوة الخوف رکعة فما جوابك من هٰذا الاستدلال؟

السؤال الثانی:۔ عن نافع عن عبد الله ان امراة وجدت فی بعض مغازی رسول الله صلی الله علیه وسلم مقتولة فانکر رسول الله صلی الله علیه وسلم قتل النساء و الصبیان۔

(الف) بین معنی الجهاد لغة و شرعا مع بیان الاقسام و الاحکام؟

(ب) هل یجوز شرکة المسلمین فی الاتحاد العالمی المشتمل علی الیهود و النصاری و غیرهما المخالف لمملکة فلسطین؟ علیك ان تکتب موقفك مفصلة فی ضوء القرآن و السنة؟

السؤال الثالث:۔ (الف) اکتب باللغة العربیة ترجمة الامام ابی داؤد رحمه الله مع ذکر تاریخ میلاده و وفاته و مذهبه و فضائله و لا تکون اقل من عشرة اسطر؟

(ب) سنن ابی داؤد من ای قسم من اقسام کتب الاحادیث و کم عدد الاحادیث المستخرجة فیه و ما هی النسخ الاربعة المرویة عن تلامذه؟

القسم الثانی ...... آثار السنن

السوال الرابع :۔ عن علی رضی اللہ عنہ قال لو کان الدین بالرای لکان اسفل الخف اولی بالمسح من اعلاہ و قدرایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسح علی ظاہر خفیہ ۔

(الف) شکل الحدیث و ترجمہ الی الاردیۃ؟

(ب) بین کیفیۃ المسح علی الخفین و ایضاً بین مدتہ للمقیم و المسافر مع اختلاف الائمۃ؟

(ج) ھل یعید الوضوء ام یمسح فقط بعد مضی المدۃ؟

السوال الخامس: عن جبیر بن نفیر قال صلی بنا معاویۃ رضی اللہ عنہ الصبح بغلس فقال ابو الدرداء رضی اللہ عنہ اسفروا بھذہ الصلوٰۃ فانہ افقہ لکم انما تریدون ان تخلوا بحوائجکم ۔

(الف) شکل الحدیث و ترجمہ الی الاردیۃ؟

(ب) اشرح الحدیث الشریف و ایضاً بین الوقت المستحب للفجر عند الائمۃ مع دلائلھم؟

السوال السادس: عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ فی الصلوٰۃ حذو منکبیہ حین یفتتح الصلوٰۃ و حین یرکع و حین یسجد ۔

(الف) رفع الیدین سوی التکبیرۃ الاولی سنۃ ام لا؟

(ب) اذکر اختلاف آئمۃ الحنفیۃ و الشافعیۃ و غیر المقلدین عن الرفع و عدمہ بالدلائل و رجح بالدلائل موقفک؟



درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء 2024ء

الورقۃ الرابعۃ: سنن ابی داؤد، آثار السنن

القسم الاول ...... سنن ابی داؤد

السوال الاول:۔

عن ثعلبۃ بن زھدم قال کنا مع سعید بن العاص بطبرستان فقام فقال ایکم

صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الخوف فقال حذیفۃ انا فصلی بھؤلاء رکعۃ و ھؤلاء رکعۃ ولم یقضوا بھم ۔

(الف) بین کیفیۃ صلوۃ الخوف و ایضابین فی ھذہ المسئلۃ مذھب الحنفیۃ و الشوافع رحمھم اللہ مع الادلئل؟

(ب) استدل قوم من ھذا الحدیث ان صلوۃ الخوف رکعۃ فما جوابک من ھذا الا ستدلال؟

جوابات: (الف) کیفیۃ صلوۃ الخوف: صلوۃ الخوف پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ امام لوگوں کی دو صفیں بنائے اور پہلی صف کو ایک رکعت پڑھائے اور دوسری کو دشمن کے مقابلہ میں بھیج دے۔ پھر پہلی صف کو ایک رکعت پڑھنے کے بعد دوسری صف کی جگہ چلی جائے اور دوسری صف کے لوگ امام کے پیچھے ایک رکعت پڑھیں۔ پھر امام سلام پھیر دے اور دوسری صف کے لوگ اپنی دوسری رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیں۔ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں پھر پہلی صف کے لوگ آئیں اور اپنی دوسری رکعت پڑھیں۔ اس طرح ہر صف کے لوگوں کی امام کے ساتھ ایک ایک رکعت ہوگی اور دوسری رکعت وہ خود پڑھیں گے۔

نماز خوف کے طریقہ کار میں مذاہب آئمہ:

شوافع کا مذہب: صحاح ستہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک روایت ہے' حضرت امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے نماز خوف کے باب میں سب سے پہلے ذکر کی ہے' اس میں نماز خوف پڑھنے کا یہی طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ نیز حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں بھی یہی طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عمل بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت پر ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل کیا ہے'' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو نماز خوف پڑھائی آپ نے اپنے پیچھے صفیں بنائیں' جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب صف تھی اس کو ایک رکعت نماز پڑھائی' پھر آپ کھڑے رہے حتیٰ کہ پچھلی صف نے ایک رکعت نماز پڑھ لی' پھر وہ آگے آ گئے اور اگلی صف جو پہلے آگے تھی' پیچھے چلی گئی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صف کو ایک رکعت نماز پڑھائی' پھر آپ بیٹھ گئے' حتیٰ کہ پیچھے والوں نے ایک رکعت پڑھ لی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا''۔

احناف کا مذہب: احناف کے نزدیک صلوۃ الخوف پڑھنے کا طریقہ یہ ہے:

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب میدان جنگ میں خوف بڑھ جائے تو امیر لشکر مسلمانوں کی دو گروہ بنائے' ایک گروہ دشمن کے سامنے رہے اور دوسرا اس کے پیچھے ایک رکعت نماز

پڑھے۔ ایک رکعت پڑھنے کے بعد یہ گروہ دشمن کے سامنے چلا جائے اور پہلا گروہ آ کر اس کے پیچھے ایک رکعت پڑھے۔ امام تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے اور یہ گروہ سلام نہ پھیرے اور دشمن کے سامنے چلا جائے۔ پھر ہر گروہ آ کر الگ الگ بغیر قرأت کے ایک رکعت پڑھے، کیونکہ وہ مسبوق ہیں اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے۔ اس کی دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکور الصدر طریقے سے نماز خوف پڑھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سنن میں اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح معانی الآثار میں روایت کیا ہے۔ اس طرح حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

(ب) صلوٰۃ الخوف کا ایک رکعت ہونا: ایک قوم اس بات پر متفق ہے کہ صلوٰۃ الخوف ہے ایک رکعت ہے اور وہ مذکورہ حدیث سے استدلال کرتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک رکعت نماز پڑھنا جائز نہیں۔ مذکورہ حدیث میں ایک رکعت سے مراد ہر گروہ کی اپنے امام کے پیچھے پڑھی جانے والی رکعت ہے اور دوسری رکعت ہر گروہ اپنی الگ الگ ادا کرے گا اور یوں ان کی دو رکعت نماز مکمل ہو جائے گی۔ امام کی بھی دو رکعت (یعنی ہر گروہ کے ساتھ ایک ایک رکعت) مکمل ہو جائیں گی۔ مذکورہ بالا حدیث میں ایک رکعت نماز کا یہی مطلب ہے۔

السوال الثاني:-

عن نافع عن عبد الله ان امراة وجدت في بعض مغازي رسول الله صلى الله عليه وسلم مقتولة فانكر رسول الله صلى الله عليه وسلم قتل النساء والصبيان .

(الف) بين معنى الجهاد لغة و شرعا مع بيان الاقسام و الاحكام؟

(ب) هل يجوز شركة المسلمين في الاتحاد العالمي المشتمل على اليهود والنصارى و غيرهما المخالف لمملكة فلسطين؟ عليك ان تكتب مؤلفك مفصلة في ضوء القرآن و السنة؟

جوابات: (الف) جہاد:

لغوی معنی: جہاد کا لغوی معنی ہے "محنت و مشقت کرنا"۔

شرعی معنی: اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے مشقت کر کے کفاروں کو قتل کرنا جہاد کہلاتا ہے۔

اقسام: جہاد کی اقسام درج ذیل ہیں:

جہاد بالمال: اپنے مال کو اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے خرچ کرنے سے دریغ نہ کرنا' جہاد بالمال کہلاتا ہے۔

جہاد بالقلم: اپنے قلم کے ذریعے لوگوں تک قرآن وسنت کے احکامات پہنچانا' تاکہ وہ اس سے مستفید ہوں اور دنیا سے کفر وجہالت کا خاتمہ ہو جائے' اسے جہاد بالقلم کہتے ہیں۔ جیسا کہ کتب لکھنا' [illegible] اور مقالے وغیرہ۔

جہاد بالنفس: اپنے نفس کو برائی اور شیطان کی اتباع کرنے سے روکنا اور نیکی کی طرف راغب کرنا' نیز اپنی نفسانی خواہشات پر قابو پانا جہاد بالنفس کہلاتا ہے۔ اسے جہاد اکبر کہتے ہیں۔

جہاد بالقتال: جہاد بالقتال کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ اقدامی جہاد: کافروں کے خلاف اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے مسلمانوں کا خود اقدام جہاد کرنا۔ اس طرح کہ اگر یہ اقدام ان کافروں پر ہو جن کو دعوت دین پہلے ہی دی جا چکی ہو' تو ان کو حملہ کرنے سے پہلے ایک بار پھر دعوت دین دینا مستحب ہے۔ اگر ان تک دعوتِ دین نہ پہنچی ہو' تو پہلے انہیں دین کی دعوت دی جائے گی' اگر قبول نہ کریں تو جزیہ کا مطالبہ کیا جائے گا اور اگر یہ بھی نہ مانیں' تو پھر ان کے خلاف قتال کیا جائے گا۔

۲۔ دفاعی جہاد: اپنے مال' جان اور وطن کی حفاظت کے لیے ان پر حملہ آور کافروں سے لڑنا دفاعی جہاد کہلاتا ہے۔

احکام: حضرات تابعین کے نزدیک ہر حال میں جہاد کرنا فرض عین ہے اور تمام علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب تک کافر اپنے ملکوں میں ہوں تو ان کے ملکوں پر چڑھائی کرنا فرض کفایہ ہے۔

(ب) مسلمانوں کا فلسطین کے خلاف اقدامات کرنے والوں سے اتحاد کرنا کیسا ہے؟ مسلمانوں کا فلسطین کے خلاف اقوام متحدہ (جو یہود ونصاریٰ پر مشتمل ہے) میں شامل ہونا ہرگز جائز نہیں ہے' کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ' وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے۔ بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔ (المائدہ: ۵۱)

یہ آیت مشہور صحابہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور مشہور منافق عبد اللہ بن ابی کے حق میں نازل ہوئی' کیونکہ حضرت عبادہ نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہودیوں میں بڑی تعداد میں دوست ہیں۔ جو بہت شان وشوکت اور قوت والے ہیں۔ اب میں ان کی دوستی سے بیزار ہوں اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا میرے دل میں اور کسی کی محبت کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس پر عبد اللہ بن ابی نے

کہا: میں تو ان یہودیوں کی دوستی سے بیزار نہیں ہو سکتا' مجھے آنے والے واقعات کا اندیشہ ہے اور مجھے ان کے ساتھ تعلقات رکھنا ضروری ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ یہودیوں سے دوستی کا دم بھرنا تیرا ہی کام ہے' عبادہ کا نہیں۔

یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستی اور موالات یعنی ان کی مدد کرنا اور ان سے مدد لینا اور ان سے محبت سے پیش آنا ممنوع ہے' کیونکہ کفار کبھی بھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے۔ اگر چہ ان کے آپس میں بے شمار اختلاف ہوں' اس کے باوجود بھی یہ مسلمانوں کے خلاف متحد ہیں۔ ان سے دوستی کرنے اور ان سے اتحاد کرنے کی یہ وعید سنائی گئی ہے کہ جو ان سے دوستی رکھے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔

اقوام متحدہ کا کردار اگر مظلوم مسلمانوں کے لیے اسی طرح رہتا ہے' تو تمام اسلامی ممالک کو اسے چھوڑ دینا چاہیے جہاں غیر مسلموں کو مسلمانوں سے آزادی چاہیے وہاں راتوں رات متفقہ قرارداد منظور کرا کے چند دنوں میں اس پر عملدرآمد کرایا جاتا ہے' جہاں مسلمانوں کو غیر مسلموں کے مظالم سے چھٹکارا اور آزادی چاہیے ہوتی ہے' وہاں اقوام متحدہ کا کردار ایسا ہوتا ہے جیسے یہ موجود ہی نہ ہو۔

اس طرز عمل کے باوجود مزید اقوام متحدہ میں شریک رہنا مسلم ممالک کے لیے فائدے کے بجائے مزید نقصان کا سبب بنے گا۔

السوال الثالث:۔

(الف) اكتب باللغة العربية ترجمة الامام ابى داؤد رحمه الله مع ذكر تاريخ ميلاده و وفاته و مذهبه و فضائله و لا تكون اقل من عشرة اسطر؟

(ب) سنن ابى داؤد من اى قسم من اقسام كتب الاحاديث و كم عدد الاحاديث المستخرجة فيه و ما هى النسخ الاربعة المروية عن تلامذه؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الامام ابی داؤد:

اسمه سليمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشير الازدى . و هو احد كبار آئمه الحديث . اسم تاليف "السنن" الذى يعد من صحاح الستة . و والده الاشعث بن اسحاق حافظا للحديث و كبارًا من رواة الحديث .

ولادته: ولد الامام ابو داؤد فى عام 202هجرى فى بلدة صغيرة تسمى سجستان اثناء عصر الخليفة العباسى المامون و والده الاشعث بن اسحاق كان من المحدثين الكبار وله اخ اكبر منه يدعى محمد بن الاشعث و هو راوى للحديث كذالك و يعود له الفضل الكبير فى مساعدة اخيه فى طلبة

العلم و ذالك من خلال مرافقته فی مرحلاته العلمية . فقد خرج ابو داؤد فی العديد من الرحلات العلمية الى معظم الاقاليم الاسلامية مثل الشام ومصر وخراسان و فيها التقى بكبار علماء الحديث و سمع عنهم و مما يجد ذكره ان ابا داؤد كان احد تلامذه الامام البخاری و غير ذالك من كبار علماء و الشيوخ الحديث مثلًا سعيد بن سليمان' ابو الوليد الطيالسی' اسحاق بن راهويه' احمد بن حنبل' قتيبة بن سعيد .

و من اهم مؤلفاته سنن ابی داؤد' دلائل النبوة التفرد فی السنن و المراسيل و غيره ذالك . قال ابو حاتم بن حبان: كان احد ائمة الدنيا فقها و علما و حفظا و نسكًا و ورعًا و اتقانًا جمع و صنف و ذب عن السنن

و فاته: استقر ابو داؤد فی اواخر حياته فی مدينة البصرة حيث بقی فيها الی ان توفاه الله تعالى و ذالك فی تاريخ 16من شهر شوال الموافق لعام 275هجری . اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ .

(ب) سنن ابی داؤد: لا سيما فيما يتعلق بمجال علم الحديث و من اهم هذه المؤلفات ۴ . و منها سنن ابی داؤد و هو يعد من صحاح كتب الستة . وقد جمع فيه ابو داؤد ما يقارب 4800 حديث صحيح اختارها من بين 500 الف حديث :

و سنن ابی داؤد تتعلق بالسنن من اقسام الحديث و جمع ابو داؤد فيه 4800 حديث صحيح و قيل 5274باعتبار عديدة جديدة .

اس میں اقسام سے متعلق احادیث وارد ہیں۔

شرح اربعہ: ابوعبداللہ محمد بن احمد بن یعقوب المصری نے "كتاب الرد على اهل القدر" ابوبکر احمد بن سلیمان النجار نے "كتاب الناسخ و المنسوخ" حافظ ابوعبید محمد بن علی بن عثمان آجری نے "كتاب مسائل" اور اسماعیل بن محمد صفار نے "مسند مالك" کو ابوداؤد سے روایت کیا ہے۔

القسم الثانی ...... آثار السنن

السوال الرابع:-

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَوْ كَانَ الدِّيْنُ بِالرَّاْيِ لَكَانَ اَسْفَلَ الْخُفِّ اَوْلٰى بِالْمَسْحِ مِنْ اَعْلَاهُ وَ قَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلٰى

ظَاهِرِ خُفَّيْهِ.

(الف) شكل الحديث و ترجمه الى الاردية؟

(ب) بين كيفية المسح على الخفين و ايضاً بين مدته للمقيم و المسافر مع اختلاف الائمة؟

(ج) هل يعيد الوضوء ام يمسح فقط بعد مضى المدة؟

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا: اگر دین میں رائے کو دخل ہوتا تو موزوں کے اوپر والے حصہ کی بہ نسبت نیچے والے حصہ پر مسح کرنا بہتر ہوتا۔

پس تحقیق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ موزوں کے اوپر والے حصہ پر مسح فرماتے۔

(ب) كيفية المسح على الخفين: موزوں پر مسح کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو پانی سے تر کر کے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو دائیں اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں کو بائیں موزہ کی انگلیوں پر رکھیں۔ انگلیاں پوری پوری رکھیں صرف سرا نہ رکھیں اور انگلیوں کو کھولے ہوئے ٹخنوں کی طرف اوپر کو کھینچیں۔

آئمہ کے نزدیک مدت مسح على الخفين: مدت مسح کے مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک موزوں پر مسح کی مدت متعین نہیں ہے نمازی جب تک چاہے مسح کر سکتا ہے۔ آئمہ ثلاثہ یعنی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ مسافر کے لیے موزوں پر مدت مسح تین دن تین رات ہے جبکہ مقیم کے لیے ایک دن ایک رات ہے۔ سفیان ثوری ابن مبارک اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے استدلال کیا:

جعل رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثة ايام ولياليهن للمسافر، و يوما و ليلة للمقيم

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کی مدت مسافر کے لیے تین دن تین رات متعین کی جبکہ مقیم کے لیے ایک دن ایک رات کا تعین فرمایا۔

(ج) جب مسح کی مدت پوری ہو جائے تو مسح کا حکم: جب مسح کی مدت پوری ہو جائے تو مسح جاتا رہتا ہے۔ لہٰذا موزہ پہننے والا اپنے موزوں کو اتار کر پیروں کو دھولے اور اگر کوئی ناقص وضو پیش نہ آیا

ہو تو صرف پاؤں دھو لینے پر اکتفا کرلے اور پورا وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہاں اگر کرلے تو بہتر ہے۔

السوال الخامس:

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ فَقَالَ اَبُو الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَسْفِرُوْا بِهٰذِهِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّهُ اَفْقَهُ لَكُمْ اِنَّمَا تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَخْلُوْا بِحَوَائِجِكُمْ.

(الف) شکل الحدیث و ترجمه الی الاردیة؟

(ب) اشرح الحدیث الشریف و ایضاً بین الوقت المستحب للفجر عند الائمة مع دلائلهم؟

جوابات: (الف) اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ ہمیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھائی تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نماز کو خوب روشن کر کے پڑھو۔ پس بیشک یہ تمہارے لیے بڑی سمجھداری کی بات ہے کہ تم ضروریات کے لیے فارغ ہونا چاہتے ہو۔

(ب) شرح الحدیث الشریف: خیال رہے کہ تاریکی / اندھیرے میں نماز فجر پڑھنے کی عملی احادیث تو موجود ہیں لیکن قولی نہیں۔ اس حدیث میں احتمال ہے کہ شاید یہ اندھیرا مسجد میں ہوتا ہو نہ کہ وقت میں، کیونکہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بہت گہری ہے، باہر کی روشنی وہاں دیر میں پہنچتی تھی۔ اگر فرض کریں کہ یہ وقت کا اندھیرا تھا، تو اس کے بارے میں بھی حدیث میں بیان فرما دیا ہے کہ فجر کو خوب اجالا کر کے پڑھو تا کہ حاجت ضروریہ سے بھی فارغ ہو جاؤ۔ صحابہ کرام کا بھی یہی معمول تھا کہ فجر کی نماز اجالے میں ادا کرتے۔ یہاں یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے کہنے کا مطلب یہ ہو کہ اس کا اختتام اجالے میں کر یعنی ابتداء غلس میں اور اختتام اسفار میں ہو۔

فجر کا مستحب وقت آئمہ کے نزدیک کون سا ہے؟

امام شافعی و احمد اور اسحاق کا مذہب: مذکورہ تمام آئمہ کرام کے نزدیک فجر کی نماز تاریکی میں پڑھنا مستحب ہے۔

دلیل: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز دوپہر کے وقت پڑھاتے، عصر کی نماز جب سورج روشن ہوتا تب پڑھاتے، مغرب جب سورج غروب ہو جاتا اور عشاء کی نماز میں اگر لوگ زیادہ ہوتے تو جلدی فرماتے اور اگر کم ہوتے تو مؤخر کر دیتے اور صبح کی

نماز اندھیرے میں پڑھاتے۔

امام ابوحنیفہ کا مذہب: آپ کے نزدیک فجر کی نماز اجالے میں پڑھنا مستحب ہے۔

دلیل: حضرت ہریر بن عبدالرحمٰن بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا رافع بن خدیج کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا صبح کی نماز کو خوب روشن کرو یہاں تک کہ لوگ روشنی کے سبب تیر پھینکنے کی جگہ کو دیکھ لیں۔

السوال السادس:

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم یرفع یدیه فی الصلوٰة حذو منکبیه حین یفتتح الصلوٰة و حین یرکع و حین یسجد.

(الف) رفع الیدین سوی التکبیرة الاولی سنة ام لا؟

(ب) اذکر اختلاف ائمة الحنفیة و الشافعیة و غیر المقلدین عن الرفع و عدمه بالدلائل و رجح بالدلائل موقفك؟

جوابات: (الف) تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کا حکم: مالکیہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین مستحب اور اس کے علاوہ مکروہ ہے۔

شافعیہ وحنابلہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین سنت ہے۔

احناف کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین غیر مشروع ہے۔

(ب) مسئلہ رفع یدین میں اختلاف:

حنفیہ کا مذہب: حنفیہ کے نزدیک صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کیا جائے گا' اس کے علاوہ رفع یدین نہیں کیا جائے گا۔

دلیل ۱: حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تم کو سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح نماز میں رفع یدین کرتے دیکھتا ہوں' نماز سکون کے ساتھ پڑھا کرو۔ پھر دوبارہ تشریف لائے تو ہمیں متفرق حلقوں میں بیٹھے ہوئے دیکھا' تو فرمایا: تم متفرق طور پر کیوں بیٹھتے ہو' تم اس طرح صف کیوں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے سامنے صف بناتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ پہلے پہلی صف پوری کرتے ہیں۔

دلیل ۲: حضرت عاصم بن کلیب اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز کی پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ پھر اس کے بعد رفع یدین نہ کرتے۔

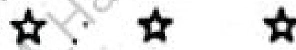
شافعیہ کا مذہب: شوافع کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع یدین کیا جائے گا اور سجدوں کے درمیان نہیں۔

دلیل: آپ کی دلیل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سجدے میں ایسا نہیں فرماتے۔ یہ نماز آپ کی ہمیشہ رہی حتیٰ کہ اللہ سے جا ملے۔ اسے امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

غیر مقلدین کا مذہب: غیر مقلدین کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ رکوع اور سجود میں بھی رفع یدین کیا جائے گا۔

دلیل: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے لیے تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے اور سجدے کی تکبیر کے وقت بھی۔

مذہب احناف کو ترجیح: احناف کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ دیگر مواقع پر رفع یدین کا حکم منسوخ ہے یعنی اوائل اسلام میں رفع یدین کرنے کا حکم دیا گیا تھا لیکن بعد میں منسوخ کر دیا گیا۔ اس حوالے سے صحابہ کے آثار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت احادیث وارد ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود اور ان کے تابعین رفع یدین نہ کرنے کے حق میں ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے علم فقہ اور ان کی اسناد کا نقطہ منتہیٰ حضرت ابن مسعود اور ان کی جماعت سے متعلق ہے اور پھر یہ کہ ان کا رجحان عدم رفع یدین کی طرف ہے اس لیے کہ آپ ترک رفع یدین کے مسلک کو اختیار کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب قولی اور فعلی حدیث میں تقابل آ جائے تو فعلی کو چھوڑ دیا جائے گا اور قولی پر عمل کیا جائے گا۔ ترک رفع یدین کی قولی حدیث مذہب احناف کی دلیل ہے۔ جس میں واضح طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین کرنے سے منع فرمایا ہے۔



الاختبار السنوى النهائى تحت اشراف تنظيم المدارس (اهل السنة) باكستان

سالانہ امتحان الشهادة العالمية (ایم۔اے عربی و اسلامیات — سال دوم) برائے طلباء

الموافق سنة 1444ھ 2024ء

الوقت المحدد ثلاث ساعات الورقة الخامسة: سنن النسائى و ابن ماجة مجموع الارقام ۱۰۰

الملاحظة: اجب عن سؤالين من كل قسم.

القسم الاوّل ...... سنن النسائى

السوال الاول:۔ عن عبد الله بن مغفل ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امر بقتل الكلاب و رخص فى كلب الصيد و الغنم و قال اذا و لغ الكلب فى الاناء فاغسلوه سبع مرات و عفروه الثامنة بالتراب.

(الف) شكل الحديث و ترجمه الى الاردية؟

(ب) بين اختلاف الائمة فى تطهير الاناء اذا ولغ الكلب فيه بالدلائل؟

(ج) ما هو الحكم لسؤر الهرة و سؤر الحائض و سؤر الكافر؟

السوال الثانى:۔ عن عبد الله بن زيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما بين بيتى و منبرى روضة من رياض الجنة.

(الف) بين الدلائل ان هذا القطعة المباركة هل هى روضة من رياض الجنة حقيقة ام المراد لمثيل؟ فما التحقيق عند محققى اهل السنة؟

(ب) هل البيت و المنبر الشريفان خارجان من حدود الروضة كما يوهم من ظاهر العبارة ام داخلان فيها فعليك ان تبين مؤقفك بالدليل؟

السوال الثالث:۔ عن ابى هريرة رضى الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اللّٰهم انى اعوذبك من الجوع فانه بئس الضجيع و اعوذبك من الخيانة فانه بئست البطانة.

(الف) ترجم الحديث و اشرح معنى الضجيع و البطانة؟

(ب) لم النبى صلى الله عليه وسلم استعاذ من الجوع؟ و هو محبوب عند عباد الله الصالحين.

(ج) كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتعوذ من عين الجان و عن

الآتی "ما المراد بهذا الحديث؟ بين مفصلاً؟

القسم الثاني ...... سنن ابن ماجه

السوال الرابع :۔ عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم كل عمل ابن آدم يضاعف الحسنة بعشر امثالها الى سبع مائة ضعف الى ماشاء الله و يقول الله الا الصوم فانه لی و انا اجزی به .

(الف) بين معنى الصوم لغة و شرعا و المناسبة بينهما؟

(ب) ان الحديث المذكور يخالف الظاهر لان جميع العبادات لله تعالیٰ و الله تعالیٰ يجزی جزاء جميع العبادات فعليك ان تبين وجوها اربعة للعلماء الكرام فی معنى هذا الحديث؟

(ج) ما معنى "صيام داؤد" بين فی ضوء الحديث؟

السوال الخامس :۔ عن ابن عباس رفعه الى النبی صلی الله عليه وسلم قال من قتل فی عمية او عصبية بحجر او سوط او عصی فعليه عقل الخطاء و من قتل عمدا فهو قود و من حال بينه و بينه فعليه لعنة الله و الملائكة و الناس اجمعين لا يقبل منه صرف ولا عدل .

(الف) شكل الحديث و ترجمه الى الاردية؟

(ب) اشرح الحديث شرحاً مفصلاً مع بيان الالفاظ المخطوطة عليها خاصة؟

السوال السادس :۔ عن ابی سعيد الخدری ان رسول الله صلی الله عليه وسلم مر بغلام يسلخ شاة فقال له رسول الله صلی الله عليه وسلم تنح حتى اريك فادخل رسول الله صلی الله عليه وسلم يده بين الجلد و اللحم فدحس بها حتى توارت الى الابط و قال يا غلام هكذا فاسلخ ثم مضى و صلى للناس و لم يتوضأ .

(الف) شكل الحديث و ترجمه الى الاردية؟

(ب) اشرح الحديث شرحًا مفصلًا لا تبقى مسئلة منه بغير شرح؟



درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء 2024ء

الورقة الخامسة: سنن النسائي و ابن ماجة

القسم الاول ...... سنن النسائي

السوال الاول:-

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ وَرَخَّصَ فِيْ كَلْبِ الصَّيْدِ وَالْغَنَمِ وَ قَالَ اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْاِنَاءِ فَاغْسِلُوْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَ عَفِّرُوْهُ الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ .

(الف) شكل الحديث و ترجمه الى الاردية؟

(ب) بين اختلاف الائمة في تطهير الاناء اذا ولغ الكلب فيه بالدلائل؟

(ج) ما هو الحكم لسؤر الهرة و سؤر الحائض و سؤر الكافر؟

جوابات: (الف) شکل الحدیث: تشکیل حدیث سوالیہ حصہ میں کر دی گئی ہے۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مارنے کا حکم دیا۔ شکاری کتوں نیز بکریوں کی رکھوالی کرنے والے کتوں کی اجازت دی ہے۔ آپ نے فرمایا: جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات مرتبہ دھولو اور آٹھویں مرتبہ مٹی سے مانجھو۔

(ب) برتن کو پاک کرنے میں اختلاف آئمہ: اگر کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اس برتن کو صاف پاک کرنے میں اختلاف آئمہ بالدلائل درج ذیل ہے:

جمہور فقہاء امام شافعی امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف: ان تمام آئمہ کے نزدیک جس برتن میں کتا منہ ڈال دیئے وہ نجس ہو جاتا ہے اور اس کو سات مرتبہ دھونا واجب ہے۔

دلیل: ان کی دلیل یہ ہے:

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کتا تمہارے کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اسے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے سات مرتبہ دھوؤ۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتے کے جوٹھے برتن کو سات مرتبہ دھونا متعین نہیں ہے بلکہ برتن صاف کرنا ضروری ہے۔ لہٰذا آپ کے نزدیک برتن کو تین مرتبہ دھونا کافی ہے۔

دلیل: آپ کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کتے کے جھوٹے برتن کو سات مرتبہ

دھونے کی روایت بیان کی ہے لیکن پھر آپ نے ہی کتے کے جھوٹے برتن کو تین مرتبہ دھونے کی قولاً اور فعلاً روایت بھی بیان کی ہے مرفوعاً اور موقوفاً بھی۔

۱۔ امام دارقطنی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اس برتن کی چیز گرا دو پھر اس برتن کو تین مرتبہ دھوؤ۔

۲۔ امام ابن عدی نے کامل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ الفاظ میں روایت کیا ہے۔

(ج) جھوٹوں کا حکم:

سؤر الھرۃ: سور الھرۃ پاک ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر بلی کے جھوٹے پانی کے علاوہ دوسرا پانی نہ ملے تو اس سے وضو کرنا جائز ہے تیمم کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر بلی کے جھوٹے پانی کے علاوہ اور پانی موجود ہو تو پھر اس جھوٹے پانی سے وضو کرنے سے وضو تو ہو جائے گا مگر مکروہ ہوگا۔

سؤر الحائض: حیض والی عورت کا جھوٹا پاک ہوتا ہے۔ اگر اس کا لعاب یا پس خوردہ پانی وغیرہ میں گر جائے تو وہ پانی کی صحت اور طہارت پر کوئی آنچ نہ آئے گی اور اس سے وضو کرنا درست ہوگا۔

سؤر الکافر:

کافر کا جھوٹا بھی پاک ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کے جھوٹے پانی سے وضو کرنے سے وضو ہو جائے گا۔

السؤال الثانی:۔

عن عبد اللہ بن زید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ۔

(الف) بین الدلائل ان ھذا القطعۃ المبارکۃ ھل ھی روضۃ من ریاض الجنۃ حقیقۃ ام المراد تمثیل؟ فما التحقیق عند محققی اھل السنۃ؟

(ب) ھل البیت و المنبر الشریفان خارجان من حدود الروضۃ کما یوھم من ظاھر العبارۃ ام داخلان فیھا فعلیك ان تبین مؤقفك بالدلیل؟

جوابات: (الف) ریاض الجنۃ کا جنت کی کیاری ہونا: ایک قول یہ ہے کہ ریاض الجنۃ جنت ہی سے آیا ہوا حصہ ہے۔ دوسرے قول کے مطابق اتنی جگہ اٹھ کر جنت کی ایک کیاری بن جائے گی۔ ایک اور قول کے مطابق جو شخص یہاں ذکر الٰہی میں مشغول رہے گا جنت میں داخل ہوگا اور جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری اسے دی جائے گی۔ ایک اور قول کے مطابق کہ یہاں رحمت و سعادت ویسے ہی نازل ہوتی ہے جس طرح روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرو تو ان میں چر لیا کرو۔ صحابہ نے سوال کیا: یارسول اللہ! جنت کے باغات کیا

ہیں؟ فرمایا: ذکر کے حلقے یعنی جس جگہ کوئی نماز پڑھتا ہے یا کوئی ذکر کرنے والا اللہ کا ذکر کرتا ہے یا کوئی شخص اللہ کی اطاعت کرتا ہو تو یہ چیزیں اسے جنت کی طرف لے جائیں گی۔

علماء اہلسنت کے نزدیک یہ جگہ پہلے جنت کی کیاری تھی' وہاں سے لائی گئی جس طرح اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جنت کا سنگ اسود دیا اسی طرح اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ جنت کا باغ عطا فرمایا۔ جو یہاں آ گیا گویا جنت میں داخل ہو گیا یا یہ جگہ جنت کے مقابل ہے۔ اس کی جگہ کا جنت ہونا مجازاً ہے' کیونکہ اگر حقیقتاً اگر یہ جنت ہوتی تو یہاں بھوک و پیاس نہ لگتی' کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان لك الا تجوع فيها ولا تعرى (طٰہٰ:۱۱۸)

(ب) گھر اور منبر شریفین کا روضہ کی حدود میں داخل یا خارج ہونا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور آپ کے گھروں میں سے ایک گھر ہے' کیونکہ آپ کا وہ گھر جس میں آپ کی قبر انور ہے' وہ آپ کے حجروں میں سے ایک حجرہ ہے اور آپ کا گھر' حجرہ شریف اور قبر انور ایک ہی جگہ ہے۔ منبر اور محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالکل متصل ہیں اور یہ روضہ کی حدود میں داخل ہیں' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے"۔

السوال الثالث:۔

عن ابی ھریرة رضی الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اللّٰهم اني اعوذبك من الجوع فانه بئس الضجيع و اعوذبك من الخيانة فانه بئست البطانة.

(الف) ترجم الحديث و اشرح معنى الضجيع والبطانة؟

(ب) لم النبی صلی الله عليه وسلم استعاذ من الجوع؟ و هو محبوب عند عباد الله الصالحين؟

(ج) كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتعوذ من عين الجان و عين الانس "ما المراد بهذا الحديث؟ بين مفصلا؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! میں بھوک سے تیری پناہ مانگتا ہوں' کیونکہ وہ برا ساتھی ہے اور میں خیانت سے تیری پناہ مانگتا ہوں' کیونکہ وہ بری خصلت ہے۔

ضجیع کا معنی: ضجیع کا لفظی مطلب ہے ساتھ لیٹنے والا' بھوک ہمیشہ انسان کے ساتھ ہی رہتی ہے' بھوک کی حالت نہ تو توجہ سے عبادت ہو سکتی ہے اور نہ ہی آرام سے نیند آتی ہے۔

بطانہ کا معنی: بطانہ اس لباس کو کہا جاتا ہے جو جسم سے متصل پہنا جاتا ہے اور دوسرے کپڑے اسے چھپا لیتے ہیں۔ اسی طرح خیانت ایک پوشیدہ عیب / برائی ہے جو ظاہر ہونے پر انسان کو بدنام کر دیتی ہے۔

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھوک سے پناہ مانگنے کا سبب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھوک سے اس لیے پناہ مانگی' کیونکہ اس سے طاقتور بدن اور ہواس میں کمزوری آ جاتی ہے۔ جس کا اثر عبادت میں کمی' خشوع وخضوع اور حضوری میں خلل کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ بدترین بھوک ہوتی ہے' لیکن وہ بھوک بدترین نہیں ہوتی جس کا مقصد ریاضت ومجاہدہ ہو اور اعتدال اور اپنی حالت کے موافق ہو' کیونکہ یہ باطن کی صفائی' دل کی نورانیت اور بدن کی صحت وسلامتی کا سبب ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اللہ کے نیک بندوں کے نزدیک بھوک محبوب ہوتی ہے۔

(ج) جنوں اور انسانوں کی نظر بد سے پناہ مانگنا: نظر بد برحق ہے اور ضروری نہیں کہ نظر صرف انسان کی ہی لگتی ہے بلکہ جنات کی بھی نظر بد لگتی ہے' کیونکہ جن انسانوں کو ایذاء دینے اور تکلیف پہنچانے کے لیے ان پر غلبہ وتسلط حاصل کر سکتے ہیں۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہر وقت اللہ رب العزت سے خبیث وشریر جنوں کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا کرتے رہیں اور اس کی پناہ مانگتے رہیں۔ نظر بد کا اثر صرف انسانوں پر ہی نہیں ہوتا بلکہ جمادات پر بھی ہوتا ہے۔ اس کا اثر دواؤں وغیرہ سے ختم نہیں ہوتا بلکہ معوذات کی ضرورت پڑتی ہے۔ نظر بد چاہے جنوں کو ہو یا انسانوں کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔

القسم الثانی ...... سنن ابن ماجه

السوال الرابع:۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم كل عمل ابن آدم يضاعف الحسنة بعشر امثالها الی سبع مائة ضعف الی ماشاء الله و يقول الله الا الصوم فانه لی و انا اجزی به .

(الف) بين معنی الصوم لغة و شرعا و المناسبة بينهما؟

(ب) ان الحديث المذكور يخالف الظاهر لان جميع العبادات لله تعالی و الله تعالی يجزی جزاء جميع العبادات فعليك ان تبين و جوها اربعة للعلماء الكرام فی معنی هذا الحديث؟

(ج) ما معنی "صيام داؤد" بين فی ضوء الحديث؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن آدم کا ہر عمل دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے سوائے روزے کے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔

روزہ کا لغوی معنی وشرعی معنی: روزے کا لغوی معنی ہے "رک جانا اور کسی کام کو ترک کر دینا" شریعت میں روزہ کا معنی ہے طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور عمل ازدواج سے رکے رہنا۔

دونوں معنوں میں مناسبت: صوم کا لغوی معنی بھی رک جانا ہے اور اگر شرعی لحاظ سے اس کے معنی کو دیکھا تو اس کا مفہوم بھی یہی ہے کہ طلوع فجر سے غروب آفتاب تک امور ثلاثہ سے اپنے آپ کو روکے رکھا جائے۔ لہٰذا لغوی وشرعی اعتبار سے دونوں معنی میں مناسبت پائی جاتی ہے اور وہ ہے رک جانا / اساک۔

(ب) فرمان الٰہی "روزہ میرے لیے ہے" کی چار وجوہات: حالانکہ تمام عبادات اللہ ہی کے لیے ہوتی ہیں اس کے باوجود اللہ نے روزہ کی اضافت اپنی طرف کرتے ہوئے فرمایا: "روزہ میرے لیے ہے" اس خصوصیت کے حوالے سے علماء کرام نے متعدد وجوہات بیان کی ہیں جن میں سے چار یہ ہیں:

پہلی وجہ: روزہ ریاکاری سے پاک ہوتا ہے اس لیے یہ عبادت خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے برعکس باقی عبادتوں کے، کیونکہ نماز، زکوٰۃ اور حج ادا کرتے ہوئے لوگ ان عبادات کو دیکھ لیتے ہیں لیکن روزہ میں ایسا کوئی عمل نہیں ہوتا کہ جسے ادا کرتے ہوئے لوگوں کو روزے کا علم ہو سکے سوائے روزہ دار کے اور اس کے رب کے۔

دوسری وجہ: باقی تمام عبادات ظاہرہ کو فرشتے لکھ لیتے ہیں لیکن روزے کو نہیں لکھتے۔

تیسری وجہ: روزہ رکھنے کا بندے کو دنیا میں کوئی بدلہ نہیں ملتا۔

چوتھی وجہ: روزہ میں جب بندہ دن کے کچھ حصہ میں اپنی طبعی ضروریات سے مستغنی رہتا ہے تو گویا وہ صفت الٰہی کا مظہر بن جاتا ہے، کیونکہ استغناء صفات الٰہی میں سے ایک صفت ہے۔

(ج) صیام داؤد: صیام داؤد سے مراد یہ ہے کہ حضرت داؤد ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ اس کے حوالے سے دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے:

حدیث مبارکہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بارے میں خبر دی گئی کہ میں کہتا ہوں کہ میں ساری رات نماز پڑھوں گا اور تاحیات ہر روز روزہ رکھوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا واقعی تم نے یہ باتیں کہی ہیں؟ میں نے عرض کیا جی! یا رسول اللہ! تو آپ نے فرمایا: تم یہ نہ کر سکو گے روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو۔ نیند بھی کرو اور رات کو نماز بھی پڑھو۔ مہینہ میں تین روزے رکھ لیا کرو، کیونکہ اس نیکی کا دس گنا اجر ملتا ہے اور ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہے۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں؟ تو آپ